161102- عمرہ کرنے والوں کے لیے مکہ اور مدینہ میں تراویح اپنے ہوٹل میں افضل ہیں یا کہ حرم میں افضل ہونگی ؟

سوال

مجھے علم ہے کہ نفلی نمازاور سنتیں مثلا تہجد وغیرہ گھر میں ادا کرنا مستحب اور افضل ہیں، لیکن اگر مکہ اور مدینہ کی زیارت کرنے جائیں اور ہوٹل میں رہیں تو کیا حکم مختلف ہوگا ؟

یعنی کیا سنت اور نوافل کمرہ میں افضل ہوں گی یا کہ حرم میں ادا کرنا افضل ہونگی ؟

اور عورتوں کے بارہ میں کیا حکم ہے جن کے بارہ میں گھر کی نماز مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ مکہ اور مدینہ جاؤں تو کیا حکم ہوگا ؟

کیا ان کی فرضی نماز گھر میں افضل ہوگی یا کہ حرم میں، اور کیا ہم مسافر شمار ہونگے کیونکہ ہم ہوٹل میں رہ رہے ہیں برائے مہربانی اس سلسلہ میں معلوما فراہم کریں، جزاکم اللہ خیرا.

پسندیدہ جواب

اول :

نماز تراویح کے بارہ میں کہ آیا نماز
تراویح باجماعت مسجد میں ادا کرنی افضل ہے یا کہ گھر میں اکیلے تراویح کرنا افضل
ہے، علماء کرام کے تین اقوال پائے جاتے ہیں :

پہلا قول :

نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا
کرنا افضل ہے، قدیم احناف اور امام احمد بن حنبل اور ان کے جمہور اصحاب کا یہی قول
ہے.

اس قول کے دلائل اور قائلین کے متعلق
ہم سوال نمبر (45781) کے جواب میں
تفصیلا بیان کر چکے ہیں، اور ہم نے وہاں راجح بھی اسے ہی قرار دیا ہے.

دوسرا قول :

گھروں میں نماز تراویح اکیلے ادا
کرنا افضل ہے، امام مالک امام شافعی اور ان کے جمہور اصحاب کا قول یہی ہے امام مالک

رحمہ اللہ نے کبار صحابہ کرام اور اپنے کبار مشائخ کے فعل سے استدلال کیا ہے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے درج ذیل
حدیث سے استدلال کیا ہے :

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں چٹائی کا کمرہ
بنایا اور اس میں کئی راتیں نماز ادا کی تو لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کرنا
شروع کر دی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ بیٹھ گئے اور
ان کے پاس باہر آئے اور فرمایا :

"جو تم نے کیا وہ میں نے دیکھ لیا
اور معلوم کر لیا، لوگو اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو کیونکہ فرضی نماز کے علاوہ
باقی نماز گھر میں افضل و بہتر ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (698) صحیح
مسلم حدیث نمبر (781).

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ربیع اور کئی ایک علماء کرام مسجد
سے چلے جاتے اور لوگوں کے ساتھ قیام نہیں کرتے تھے.

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور میں بھی یہی کرتا ہوں کیونکہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قیام اپنے گھر میں ہی کیا ہے"

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی زید
بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے استدلال کیا اور اسے بالنص بیان کرنے کے بعد
کہا ہے :

"خاص کر رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ اور مسجد نبوی میں قیام کرنے جو فضیلت تھی کے باوجود فرمایا گھر میں
افضل ہے" انتہی

دیکھیں: التمہید(116/8).

اور ابن عبد البر رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

"لہذا جب گھر میں نفلی نماز ادا کرنا مسجد نبوی علیہ السلام میں نفل ادا کرنے سے بھی افضل ہیں حالانکہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے تو پھر اس سے اور کیا فضیلت واضح ہو سکتی ہے؟!

اس لیے امام مالک اور شافعی اور ان کی راہ پر چلنے والوں کی یہی رائے ہے کہ گھر میں ہر نفلی نماز انفرادی طور پر افضل ہے، اس لیے اگر رمضان المبارک میں مساجد میں چاہے کم ہی نفلی نماز ادا کی جائے تو اس صورت میں بھی گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے" انتہی

دیکھیں: الاستذکار(73/2).

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ جن آئمہ کرام نے گھر میں انفرادی نماز تراویح کو مسجد میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے سے افضل قرار دیا ہے وہ صرف اس شخص کے لیے ہے جو قرآن مجید کا کچھ نا کچھ یا سارے قرآن کا حافظ ہو، اور گھر میں نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسے سستی و کاہلی کا خدشہ نہ ہو کہ نماز تراویح ادا ہی نہ کرے۔

اور مسجد میں نماز باجماعت کی ادائیگی منقطع نہ ہو تو ان شروط کی موجودگی میں گھر میں انفرادی نماز تراویح ادا کرنا افضل ہوگا، اور اگر یہ شروط نہ پائی جائیں تو پھر ان کے ہاں بھی مسجد میں باجماعت تراویح ادا کرنا افضل ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ہمارے اصحاب عراق اور صیدلانی اور بغوی وغیرہ دوسرے خراسانی حضرات کا کہنا ہے کہ:

جو شخص قرآن مجید کا حافظ ہو اور اگر انفرادی طور پر نماز تراویح ادا کرنا چاہے تو اسے سستی و کاہلی کا خدشہ نہ ہو اور

مسجد سے پیچھے رہنے سے مسجد میں باجماعت نماز کو کوئی خلل نہ ہوتا ہو تو اس میں
اختلاف ہے.

لیکن اگر ان امور کی عدم موجودگی میں
بغیر کسی اختلاف کے نماز تراویح باجماعت ادا کرنا ہی افضل ہے، اور ایک گروہ نے اس
مسئلہ میں تین طریقے بیان کیے ہیں، اور تیسرے میں یہ فرق ہے" انتہی

دیکھیں: المجموع (31/4).

اور اس میں ایک اور شرط کا اضافہ
ممکن ہے اس اہم شرط کا اضافہ بعض اہل علم نے کرتے ہوئے کہا ہے اور وہ شرط سائل پر
لاگو ہوتی ہے کہ:

گھر میں نماز تراویح ادا کرنے والا
منفرد یعنی اکیلا ہو تو اسے حرمین میں نماز تراویح ادا کرنے سے افضل ہے اور وہ
اہل حرمین میں سے ہو؛ اس لیے مکہ اور مدینہ میں باہر سے آنے والا شخص جو عمرہ کی
ادائیگی اور زیارت کے لیے آیا ہے اس پر یہ فضیلت لاگو نہیں ہوگی کہ اس کے لیے بھی
گھر میں نماز تراویح ادا کرنا افضل ہے.

محمد دسوقی مالکی رحمہ اللہ کہتے
ہیں:

" نماز تراویح تین شروط کے ساتھ گھر
میں ادا کرنی مندوب ہے:

مساجد معطل ہو کر نہ رہ جائیں، اور
گھر میں نماز تراویح ادا کرنے والے شخص سستی کا شکار ہو کر اسے چھوڑ نہ بیٹھے، اور
وہ حرمین میں رہنے والا نہ ہو.

اس لیے اگر ان میں سے کوئی ایک شرط
بھی پوری نہ ہو تو نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے" انتہی

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (315/1).

اب اس وقت لوگوں کے حال پر غور کرنے
واضح یہی ہوتا ہے کہ ان کے لیے جن میں خاص کر بہت سارے اطاعت پر استقامت اختیار
کرنے والے نوجوان شامل ہیں مسجد میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا افضل ہے.

کیونکہ مساجد میں نماز ادا کرنا ان
کے لیے نشاط اور چستی کا باعث ہے کیونکہ وہاں رات کے ابتدائی حصہ میں نماز تراویح
ادا کی جاتی ہیں، اور پھر امام بھی اچھی قرآت اور آواز میں تلاوت کرتا ہے.

اور اس لیے بھی کہ وہاں نماز تراویح
ادا کرنے والوں کی کثرت ہوتی ہے، اور اس لیے بھی کہ گھر میں بہت سارے کام ہوتے ہیں
جن کی بنا پر نماز تراویح کی ادائیگی میں سستی و کاہلی ہو سکتی ہے، اس لیے ہماری
رائے تو یہی ہے کہ اب عامۃ الناس کو گھروں میں نماز تراویح کی دعوت دینا کا مطلب یہ
ہے کہ وہ نماز تراویح چھوڑ دیں!

ان میں کس کو قرآن مجید حفظ ہے؟! اور
رات کے ابتدائی حصہ میں مساجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے وقت یہ لوگ کیا کریں
گے؟!

اور وہ کونسا سبب ہے جو انہیں رات کے
آخری حصہ میں نماز تراویح ادا کرنے پر تیار کرے گا؟!

لہذا فرض کریں کہ اس مسئلہ میں کچھ
لوگوں کے ہاں دوسرا قول راجح ہے تو پھر یہ نوٹ ضروری ہے کہ یہ خاص لوگوں کے لیے ہے
نہ کہ عامۃ الناس کے لیے.

اور لگتا ہے کہ سلف رحمہ اللہ نے جو
اختیار کیا ہے ان کی مراد بھی یہی تھی؛ اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے
لوگوں کو مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے لیے جمع کر دیا تھا، اور خود گھر میں
انفرادی طور پر نماز تراویح ادا کرتے تھے.

اور امام مالک رحمہ اللہ نے کتنی
خوبصورت بات کہی ہے اور جو ہم کہنا چاہتے ہیں امام مالک کا قول اس کا خلاصہ ہے:

جب ابن قاسم نے ان سے دریافت کیا کہ:

کیا آدمی رمضان المبارک میں لوگوں کے
ساتھ باجماعت قیام کرے یا کہ اپنے گھر میں قیام کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے ؟

توامام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا :

"اگر وہ گھر میں قیام کرنے کی زیادہ
طاقت رکھتا ہے تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے، اور سب لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے" انتہی

دیکھیں : المدونۃ الکبری (287/1).

دوم :

رہا مسئلہ عورتوں کا گھروں میں نماز
تراویح ادا کرنے کا مسئلہ تو اس سلسلہ میں سوال نمبر (
3457) کے جواب میں تفصیل سے بیان ہو
چکا ہے.

ہم اس جواب میں یہ کہہ چکے ہیں کہ :
عورتوں کے لیے افضل اور بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز تراویح ادا کریں،
کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم اپنی عورتوں کو مسجد سے مت منع
کرو، اور ان کے گھر ان کے لیے بہتر و افضل ہیں" سنن ابو داود.

لیکن یہ افضلیت انہیں مسجدوں میں
جانے کی اجازت دینے میں مانع نہیں، لیکن انہیں مسجدوں میں جانے کے لیے کچھ شروط پر
عمل کرنا ہوگا، یہ شروط مندرجہ بالا سوال نمبر کے جواب میں آپ دیکھ سکتے ہیں.

اس جواب میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ
سے فتوی بھی منقول ہے کہ عورت کے لیے اپنے گھر میں نماز تراویح مسجد میں ادا کرنے
سے افضل و بہتر ہے.

اور سوال نمبر (
12451) کے جواب میں ہم شیخ ابن
عثیمین رحمہ اللہ کا درج ذیل قول نقل کر چکے ہیں :

"سنت نبویہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ
عورت کے لیے کسی اور جگہ سے اپنے گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، چاہے مکہ ہو یا
کوئی اور جگہ اس کی گھر میں نماز افضل ہے" انتہی

واللہ اعلم.